بسم الله الرحمن الرحيم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

شرک کی اقسام

شرک کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) شرک فی الذات (۲) شرک فی الصفات

۱) شرک فی الذات: یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک میں کسی غیر کو شریک ٹھہرانا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسا کسی دوسرے کو سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت واجب الوجود ہے لہٰذا کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننا شرک فی الذات کہلاتا ہے۔

۲) شرک فی الصفات: اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ میں کسی غیر کو شریک ٹھہرانا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ جیسی صفات عالیہ کے ساتھ متصف ہے۔ ایسی صفات کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا شرک فی الصفات ہے۔

سوال: سمیع وبصیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اگر یہ صفات کسی دوسرے کے لیے ثابت کی جائیں تو کیا یہ شرک ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے اور انسان بھی سمیع وبصیر ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللّٰہ سمیع و بصیر. (سورہ لقمان)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے۔

ایک دوسری جگہ انسان کی صفات بیان فرماتے ہوئے ارشاد باری ہے۔

فجعلنا سمیعا بصیرا. (سورہ دھر)

ترجمہ: پس ہم نے انسان کو سننے اور دیکھنے والا بنایا۔

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سمیع وبصیر کی صفات اپنے لیے بھی بیان فرمائیں اور انسان کے لیے بھی لیکن اللہ تعالیٰ اور انسان کی صفات میں فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ازلی وابدی ہیں اور بندوں کی یہ صفات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے قبضہ قدرت میں ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت رؤف رحیم بھی ہے۔ جیسے سورہ نور میں ارشاد ربانی ہے۔

وان اللّٰہ رئوف رحیم (سورہ نور)

ترجمہ : اور بے شک اللہ تعالیٰ رؤف رحیم ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اپنے محبوب کریم رؤف رحیم حبیب ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

وبا المو منین رؤ ف رحیم . (سورہ توبہ)

ترجمہ : (رسول اللہ ﷺ) مومنین پر رؤف ورحیم ہیں۔

ان دونوں آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے لئے بھی رؤف رحیم کی صفات ثابت فرمائیں۔

لیکن ان میں فرق بعینہ اسی طرح ہوگا جیسا پہلے مذکور ہوا یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ذاتی ہیں اور اپنے قبضہ قدرت میں ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی یہ صفات عطائی اور اللہ تعالیٰ کی حاجت مند ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں جبکہ انسان کی صفات حادث ہونے والی (یعنی ختم ہونے والی ہیں)

قدیم : جس کی کوئی ابتداء نہ ہو۔ یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ایک سال پہلے تھیں اب نہیں بلکہ اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان العزۃ للّٰہ جمیعا. (سورہ یونس)

ترجمہ: بے شک عزت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

وللّٰہ العزۃ و لرسولہ و للمو منین. (سورہ منافقون)

ترجمہ: اور بے شک عزت اللہ کے لیے اور اسکے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے ہے پہلی آیت میں عزت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور دوسری میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ثابت ہے۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے بھی جو صفات بیان ہوئیں قرآن نے وہی صفات غیر اللہ

کے لیے بھی ثابت کیں۔

اب دل کے اندھوں سے ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا اللہ کا قرآن شرک کی دعوت دے رہا ہے کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کے لئے بیان ہوئیں وہ صفات انسان کیلئے بھی ثابت کیں یقیناً نہیں قرآن شرک کی دعوت نہیں دیتا بلکہ بعض نام نہاد اپنے قلبی بغض وعناد کی وجہ سے اہلسنت والجماعت پر شرک کے فتوے لگا کر اپنی جہالت کا اظہار کر کے تفرقہ بازی کو ہوا دیتے ہیں اور فتنہ وفساد کے ابواب کھول کر امت محمدیہ میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ چاہیے تو یہ تھا کہ امت مسلمہ کو مجتمع کیا جاتا اور کفار کے ناپاک ارادوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے دین اسلام کی تقویت کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا جاتا لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے میں جھونک دیا۔

نبی غیب دان ﷺ نے تو ہزاروں سال پہلے ارشاد فرما دیا تھا۔

"انا اخشا علیکم ان تشرکو ولکن اخشا ان تنافسوا"

ترجمہ: مجھے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم ایک دوسرے سے حسد کرو گے۔

اس حدیث پاک میں تو رسول ﷺ نے اپنی امت میں شرک کی موت پر مہر ثبت فرما دی لیکن یہ لوگ اس غلاظت کو زندہ کرنے پر مصر (اصرار کرنے والے) ہیں اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

بدعت کی تعریف

دیوبندیوں کے نزدیک چونکہ بدعت کا استعمال بھی بہت زیادہ ہے اس لئے اس کے بارے میں بھی جاننا لازم وضروری ہے۔ چنانچہ بدعت کی تعریف میں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

قال النووی البدعة کل شی عمل علی غیر مثال سبق و فی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم.

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسی شی کہ جس کی مثل زمانہ سابق میں نہ ہو اسے بدعت کہتے ہیں اور شریعت میں کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہ ہو بدعت کہتے ہیں۔

ایک تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے "وہ نیا کام جو زمانہ نبوی کے بعد ایجاد ہوا یہ عام ہے کہ اس نئے کام کا تعلق اعتقاد سے ہو یا اعمال سے دینی ہو یا دنیوی۔

حدیث پاک سے بدعت کا ثبوت

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شئی و من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شئی (مسلم شریف، مشکوۃ ص ۳۳)

ترجمہ: جو شخص اسلام میں اچھے طریقے کو رائج کرے گا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی ثواب ملے گا جو اس کے بعد اس کے ایجاد کردہ فعل پر گامزن رہے اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی واقع نہیں ہوگی اور جو شخص دین اسلام میں کسی برے عمل کو رائج کرے گا تو اس پر اسی عمل کو رائج کرنے کا بھی گناہ ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی جو اس کے بعد اس کے طریقے پر چلتے رہے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

تشریح: اس حدیث سے پتہ چلا کہ اچھا طریقہ ایجاد کرنے پر ثواب ہے اور اسی اچھے عمل کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو برا عمل ایجاد کرے گا اسے اس کا گناہ ملے گا اور اسی کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

بدعت کی اقسام

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت اعتقادی (۲) بدعت عملی

(۱) بدعت اعتقادی: وہ عقائد باطلہ جو حضور نبی کریم ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد ایجاد ہوئے جیسے دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کے بعد دوسرا نبی آسکتا ہے یا نماز میں رسول

اللہ کا خیال بیل گدھے وغیرہ کے خیال سے بدتر ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(۲) بدعت عملی: اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ

(۱) بدعت حسنہ: وہ نیا کام جو نہ تو خلاف سنت ہو اور نہ ہی کسی سنت کو مٹانے والا ہو جیسے محفل میلاد شریف منانا۔ یا گیارہویں شریف و عرس بزرگان دین منانا۔ وغیرہ

(۲) بدعت سیئہ: وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو یا کسی سنت کو مٹانے والا ہو جیسے پینٹ شرٹ پہننا۔

مدینہ: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں سے ہر ایک کی پھر تین قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت حسنہ کی تقسیم: (۱) بدعت مباحہ

(۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت واجبہ

(۱) بدعت مباحہ: وہ نیا کام جو خلاف شرع نہ ہو اور بغیر نیت خیر کے کیا جائے جیسے یوم آزادی پاکستان منانا، شادی بیاہ پر چراغاں کرنا وغیرہ

(۲) بدعت مستحبہ: وہ نیا کام جو خلاف شرع نہ ہو اور نیت خیر کے ساتھ کیا جائے عوام الناس اس کو ثواب جانتے ہوں۔ جیسے

محفل میلاد منانا، خطبہ جمعہ و عیدین میں صحابہ کرام کا ذکر کرنا، دینی اجتماعات کا انعقاد کرنا، مساجد کو مزین کرنا، وغیرہ

(۳) بدعت واجبہ: وہ نیا کام جو خلاف شرع نہ ہو اور ترک کرنے کی صورت میں مسلمان حرج میں مبتلا ہو جائیں۔

جیسے قرآن پاک پر اعراب لگانا، دینی مدارس کا قیام، علم صرف و نحو کا حاصل کرنا۔

(۲) بدعت سیئہ کی تقسیم

(۱) بدعت مکروہ تنزیہی (۲) بدعت مکروہ تحریمی

(۳) بدعت حرام

(۱) بدعت مکروہ تنزیہی: وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو اور سنت غیر موکدہ کو

ترک کرنے کا سبب بنے۔

جیسے ننگے سر یا کھڑے ہو کر کھانا پینا۔

(۲) بدعت مکروہ تحریمی : وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو اور سنت موکدہ کو ترک کرنے کا سبب بنے۔ جیسے، داڑھی منڈانا، یا کٹا کر ایک مٹھی سے کم کر لینا۔

(۳) بدعت حرام : وہ نیا کام جو خلاف شرع ہو اور فرض یا واجب کو ترک کرنے کا سبب بنے۔

جیسے فلمیں ڈرامے دیکھنا، مزارات کو سجدہ کرنا یا بزرگان دین کے مزارات پر ڈھول پیٹنا وغیرہ۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ دیو بندی وہابی حضرات نے سمجھ رکھا ہے ورنہ اس طرح تو کوئی شخص بھی بدعت سے نہیں بچ سکتا بلکہ دیو بندی خود بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے (آمین)